B.A Part III

Paper VII

# کلامِ آتش

Date:
Page: 1

سوال نمبر ۱: خواجہ حیدر علی آتش کی شخصیت سے اپنی واقفیت کا اظہار کریں؟ یا
آتش کی شاعری سے اپنی واقفیت کا اظہار کیجئے؟

جواب: نام خواجہ حیدر ~~علی~~ بخش، تخلص آتش، والد کا نام خواجہ علی بخش تھا۔ ان کے والد دہلی سے فیض آباد آئے اور محلہ مغل پورہ میں قیام کیا۔ یہیں 1778 میں آتش کی پیدائش ہوئی۔ کم سنی میں ہی والد کا انتقال ہو گیا۔ اس لیے باضابطہ تعلیم حاصل نہیں کر پائے۔ عربی فارسی کی کچھ تعلیم حاصل کی۔ ان کے آباواجداد بغداد سے ہمراہ شاہ جہاں کے دور میں دہلی آئے اور پرانے قلعہ میں جا کر رہے۔ ان کا سلسلہ نسب خواجہ عبداللہ احرار سے ملتا ہے۔ صوفیت کا سلسلہ تھا ان کے خاندان کا۔ آتش کے والد بھی پیری مریدی کرتے تھے۔ آتش نے پیری مریدی کے سلسلہ کو چھوڑ کر شاعری کی اور شیخ مصحفی کے شاگرد ہوئے اور بہت سے لوگوں کے استاد بنے۔ ویسے ان کی شاعری کی شروعات فیض آباد میں ہی ہو چکی تھی۔ لیکن اصل رنگ مصحفی کی شاگردی کے بعد نکھرا۔ میر کے انتقال کے چند سال قبل آتش کا لکھنؤ آنا ہوا تھا

اسی روپیہ ماہانہ پر نوکری شروع کی۔ پندرہ روپیے گھر پر دیتے تھے اور باقی پیسے راہ خدا میں تقسیم کر دیتے تھے۔ لکھنؤ میں ایک کچا مکان خریدا اور شادی کی۔ بیوی سلیقہ مند تھیں اس لیے کسی طرح کم خرچ میں بھی گھر چلا لیتی تھیں۔

گیروا تہبند باندھے تھے اور ایک ڈنڈا بھی رکھتے تھے۔ پیر میں سلیم شاہی جوتا ہوتا تھا۔ زندگی بھر پھانک پیتے رہے۔ آخر وقت میں آنکھ کی روشنی ختم ہو گئی۔

بقول محمد حسین آزاد:

"ایک دن بھلے چنگے بیٹھے تھے کہ یک بیک موت کا اس طرح جھونکا آیا کہ مشعل کی طرح بجھ کر رہ گئے۔ آتش کے گھر میں راکھ کے ڈھیر کے سوا کیا تھا۔ میر دوست خلیل نے تجہیز و تکفین کی۔" لکھنؤ میں دفن کر دیئے گئے۔
اب مدفن کا نشان موجود نہیں ہے ★

سوال نمبر ۲: آتش کے شاعرانہ مقام کا تعین کیجئے یا آتش کی غزل گوئی کا جائزہ لیجئے!

جواب: آتش مصحفی کے شاگرد تھے۔ مصحفی کا تعلق لکھنؤ سے تھا۔ ڈاکٹر ٹی اے کاظمی نے آتش کی شاعری پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا ہے:

"آتش کے یہاں حسن کا ایک رنگین، شوخ و دلفریب انداز ملتا ہے ان کے یہاں عشق، شراب، وفا شیوہ، چاندنی، رقص، رسم و رواج طاری کرتی ہے۔ عشق میں جسم کی گرمی اور حسن کی تپش ہے۔"

ان کی شاعری کو سر در سے احتساب مانا ہے۔

شب وصل تھی چاندنی کا سماں تھا
بغل میں صنم تھا خدا مہرباں تھا

ساتھ ہی الفرض کی چاشنی کے ساتھ ساتھ زندگی کی حقیقت پر شوخ بھی ملتے ہیں۔ (۱) بالو سکسینہ نے کہا ہے:

"آتش کے اکثر اشعار بے محل ہوتے ہیں" ۔ بقول امداد امام اثر:

"ایک غزل ہزار دیوان کا جواب ہے" ۔ بقول فراق گورکھپوری:

"آتش نے مصحفی کے باغ کی آبیاری نہیں کی بلکہ اس نے اپنا آتش کدہ الگ تعمیر کیا" ۔ بقول کاظمی پر پوری:

"آتش کی شاعری دہلی کی داخلیت اور لکھنؤ کی خارجیت کا حسین سنگم ہے" بقول خلیل الرحمٰن اعظمی نے کہا ہے:

• اردو غزل کی تاریخ میں آتش پہلا شاعر ہے جس کے یہاں غم زندگی کے باب میں ایک اثباتی نقطۂ نظر پاتے ہیں۔

آتش کے بیشمار اشعار ضرب المثل بن گئے ہیں مثلاً: بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے ۔ نہ ہو گئی نماز معطل اکڑ کے

آتش کے یہاں تشبیہ و استعارے کا حسن کاری سے استعمال کرکے حسن کو بڑھا دیتا ہے۔ مثلاً

جسم خاکی نے جسم مثالی میں ہے
اک قبا اور بھی زیر قبا رکھتے ہیں۔

آتش کی عشقیہ شاعری:

عشق و محبت کی قدر و قیمت ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہی رہے گی شاعری کا بھی یہ ایک خاص حصہ رہا ہے۔ یونان، عرب، قدیم وید، سنسکرت پر اثر نہ الفیہ، انگریزی، فارسی یا اردو ہر جگہ عشق و محبت اور حسن کا چرچا رہا ہے۔ صوفیہ کرام کے یہاں بھی یہ تزکیۂ نفس کا وسیلہ رہا ہے۔ آتش کہتے ہیں:

محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہے نور
نہ ہوتی محبت نہ ہوتا ظہور

اردو شاعری میں عام طور پر عشق مجازی کا چرچا رہا ہے۔ آتش کے یہاں ہوس ناکی اور بازاری محبت سے الگ سچا اور پر خلوص انداز ہے مثلاً"

کسی کا ہو رہے آتش کسی کو کر رکھے
دو روز عمر کو انسان نہ رائیگاں کاٹے

آتش کے یہاں محبوب کا حسن و جمال تو دیکھئے!

دست قدرت نے تجھے بنایا ہے اے محبوب
اس ڈھالا ہوا سانچے میں بدن ہے کس کا

کبھی کبھی انداز لکھنؤی بھی عشقیہ شاعری میں آ جاتا ہے۔ مثلاً

وصل کی شب عیش و عشرت کا سامان کیجئے
خود بھی عریاں ہو جائے اس کو بھی عریاں کیجئے

سوال نمبر ۳: آتش اپنے عہد کے لکھنؤ کے سب سے منفرد و الگ رنگ کے شاعر ہیں۔ وضاحت کیجئے۔

جواب: خواجہ حیدر علی آتش کے والد علی بخش صوفیانہ مزاج رکھنے والے تھے۔ آتش فیض آباد میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کی تعلیم و تربیت اودھ کے صوفیانہ ماحول میں ہوئی تھی۔ لیکن اپنے استاد مصحفی سے متاثر ہو کر دہلی کی زبان اور بیان کی شاعری کی روایت میں تھی۔ اپنے اسلوب سے لکھنوی شاعری کی روایات سے اپنا دامن بچائے رکھا۔ آتش کی زبان بہت زیادہ صاف اور شگفتہ ہے۔ ان کے کلام میں تصنع اور بناوٹ نہیں ہے۔ مضامین میں تنوع اور رنگینی ہے۔ جس میں لکھنؤ کی شاعری میں خارجیت ابتذال اور معاملہ بندی کی وجہ سے لکھنوی شاعری کو ثقل اور سطحی ہوئی ہے۔ آتش نے شاعری کو فن بنایا اور فن کے آداب و ضوابط کا ... الفاظ میں ادب و شاعری کی رسم پرستی کی۔ آتش کا مزاج لکھنوی نہ تھا۔ ان کی شاعری منفرد تھی۔

آتش مہذب الاخلاق تھے۔ ان کی شاعری میں جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ وہ اپنے معاصر پر سبقت لے گئے۔ ان کی زبان نہایت صاف اور سلیس ہے۔ استعاروں اور بندش چست ہیں۔ مضامین میں خوبی، رنگینی اور رعنائی پائی جاتی ہے۔ بقول پروفیسر آل احمد سرور:

"یہ عجیب بات ہے کہ لکھنؤ کی شاعری میں درویشی کی راہ جنہیں مصحفی شاعری کے لئے لازمی سمجھتے تھے بہت ضعیف رہی ہے۔ مگر آتش کے یہاں اس کی آنچ ملتی ہے۔ آتش کا قلندرانہ مزاج، فقر و غنا اور قناعت اور استغنا وغیرہ ان کی شاعری میں در آئی ہے:

بادشاہی سے فقیری کا ہے پایا بالا
بوریا چھوڑ کے کیا تخت سلیماں مانگوں

کسی کو ملک دیا ہے کسی کو مال دیا
فقیر ہوں مجھے اللہ نے ہے حال دیا

آتش کے کلام میں اخلاقیات کے مضامین کی تعداد کافی ہے۔ لیکن ان میں داستانوں کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

خیال تن پرستی چھوڑ کر فکر حق پرستی کر
نشاں ان کا نہیں ہے نام جو جانے الفاظ کا